



سوال

(456) کیا روزِ جزاءِ حجرِ اسود اور کعبہ کی شفاعت ہوگی؟ کیا کعبہ کو قیمتی غلاف پہنانا اسراف نہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بخدمت مدیر "الاعتصام" و مشتی "الاعتصام" سلام مسنون۔

روزنامہ "جنگ" لاہور کی ۱۲ مئی کی اشاعت میں یہ خبر نظروں سے گزری کہ "گورنر مکہ" نے خانہ کعبہ کو غسل دیا اور ہزاروں عبادت گزاروں نے اس روح پرور منظر کو دیکھا، نیز غلاف کعبہ ۱۹ مئی کو تبدیل ہوگا۔ ایک غلاف کی تیاری پر ۱ ملین ریال کا خرچہ آیا ہے۔ غلاف کی تیاری مکہ مکرمہ میں قائم خصوصی کارخانے میں ہوتی ہے۔ (جنگ لاہور ۱۲ مئی ۱۹۹۳ء)

سوال یہ ہے کہ یہ غسل و غلاف کعبہ اور اس پر اتنا کثیر خرچ کیا حدیث و سنت سے ثابت ہے؟ یا کہ یہ ایک تاریخی قسم کی رسم ہے۔ جسے نبھایا جا رہا ہے۔؟ جب کہ اتنے خرچ سے کئی غریب مسلمان ممالک اور بے شمار غریب اہل اسلام کی معاونت و کفالت ہو سکتی ہے۔ نیز دیگر معاملات میں جب اسراف سے اجتناب اور سادگی اور کفایت شعاری کا درس دیا جاتا ہے تو غلاف کعبہ کے سلسلہ میں اس پر عمل کیوں نہیں کیا جاتا۔

علاوہ ازیں کعبہ شریف اپنی عظمت کے باوجود جب پتھر سے تعمیر شدہ ہے تو اسے کپڑے پہنانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس کا کیا فائدہ ہے؟ کیا اسے لباس و غلاف پہنانا غیر ضروری و بے مقصد نہیں؟

کہا جاتا ہے کہ حجرِ اسود، کعبہ شریف بروزِ محشر شفاعت کریں گے اس کی اصل و دلیل کیا ہے؟ مدلل جواب سے معلومات میں اضافہ کریں۔ (منظر جواب، فقیر حسین خادم مسجد روڈے والی اسلام آباد گوجرانوالہ) (۵۔ اگست ۱۹۹۳ء)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

کعبہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اغلب ادوار میں اس پر بہتر سے بہتر غلاف چڑھایا گیا۔ اہل علم نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔ بالخصوص سلف صالحین جن کے افعال و اقوال کو منارۃ ہدایت سمجھا جاتا ہے بلکہ فعل ہذا کو بنظر استحسان دیکھا گیا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، قاضی زین الدین عبد الباسط کے بارے میں فرماتے ہیں:

'فَبَلَغَ فِي تَجْدِيدِهَا بَحِيثٌ لَيْجُزْ أَوْاصِفٌ عَنِ صِفَةِ حُسْنِهَا جَزَاءُ اللَّهِ عَلَى ذَلِكَ أَفْضَلُ الْجَزَاءِ - (فتح الباری: ۳/۳۶۰)



”یعنی اس نے غلاف کی بے انتہاء تحسین و تزئین کی کہ بیان کرنے والا اس کے بیان اور توصیف سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عمل پر ان کو بہترین بدلہ سے نوازے۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے انفاق بڑا سراف و تہذیر کے زمرہ میں داخل نہیں کیونکہ اس پر بالتوات عملی اجازت موجود ہے۔ اسی بناء پر اہل علم کہتے ہیں کہ دیگر مساجد کو کعبہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس عظیم خدمت کے علاوہ واضح ہو کہ موجودہ دور میں سعودی حکومت کی افضل ترین حسنت سے حرمین کی توسیع کا شاندار منصوبہ ہے جو تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ آل سعود کا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے۔ جس کی مثال پیش کرنے سے آج کی دنیا قاصر ہے۔ رب تعالیٰ نے انھیں زمینی خزانوں سے نوازا ہے تو اس کے پسندیدہ مقامات پر زائرین کے آرام کی خاطر اس دولت کو اُس کی راہ میں لٹایا اور پائی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ رَبِّ زِدْنِي

ہر زائر کی زبان سے بے ساختہ اس حکومت کے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔ یا رب العالمین اس موحد سرکار کو تادیر قائم رکھنا کہ تیرے دین برحق کی خدمت کرتی رہے۔ آمین یا رب العالمین

اسی طرح غسل کعبہ بھی عملی تواتر کی قبیل سے ہے بعض روایات میں تصریح موجود ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے بتوں کو توڑنے اور تصویروں کو مٹانے کے بعد کعبہ کو غسل دینے کا حکم دیا تھا۔

’اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَ بِغُسْلِ الْكَعْبَةِ بَعْدَ مَا كَسَرَ الْاَسْنَانَ وَطَسَّ الشَّعَاوِيْرَ (تاریخ کعبۃ المعظّمۃ، ص: ۳۲۷، بحوالہ حسین عبداللہ باسلامہ مناسخ الحرم)

یاد رہے کسوتہ کعبہ کے تیسرے باب میں کافی مواد موجود ہے جو فی الجملہ مفید ہے۔ ملاحظہ ہو، ص: ۲۷۲ تا ۲۷۴۔ نیز غلاف صرف کعبہ کے احترام کی خاطر ڈھانکا جاتا ہے۔ جو اسی کا خاصہ ہے۔ (جس میں کسی دوسری عمارت کو شریک نہیں کرنا چاہیے اسی لیے وہ حتی المقدور لچھا ہونا چاہیے گھٹیا قسم کے کپڑوں سے کسی کا کیا احترام ہوگا۔ (ن۔ ح۔ ن) ترمذی میں حدیث ہے :

’وَسَرْتُمْ بِمَوْتِكُمْ كَمَا تَسْتَرُ الْكَعْبَةَ‘ (سنن الترمذی، رقم: ۲۳۷۶)

”یعنی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم اپنے گھروں کو ایسے ڈھانچو گے جیسے کعبہ کو ڈھانکا جاتا ہے۔“ (کسی عمارت کو یا زینب وزینت کی خاطر ڈھانکا جاتا ہے (جیسے گھروں میں پردے لٹکانا) یا ادب و احترام کی خاطر (جیسے کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے) ترمذی کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ جب گھروں کو زینب وزینت کے خیال سے ڈھانکنا بھی شرعاً پسند نہیں کیا گیا تو پھر عمارت کو کسی ادب و احترام کی خاطر ڈھانکنا کیسے جائز ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے کعبۃ اللہ کے اقتیاز و تشخص کا مجروح ہونا اور اس کی خصوصیات میں دوسری عمارتوں کا شریک ہونا لازم آتا ہے۔

یہاں مزید عقلی توجیہات کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ مسلمان ہمیشہ احکام الہی کا پابند ہوتا ہے چاہے کسی شے کی مشروعیت اس کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

حجر اسود کے بارے میں ایسی روایات موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جس نے اس کا برحق استلام کیا روز جزا اس کا گواہ بن کر آئے گا۔ اگرچہ ان روایات میں سے کئی ایک منکلم فیہ ہیں لیکن مجموعہ طور پر وہ قابلِ حجت ہیں۔ (فتح الباری: ۳/۴۶۲، باب ما ذکر فی الحجر الاسود) لیکن کعبہ کی بابت کوئی روایت نظر سے نہیں گزری جس میں اس بات کی تصریح ہو۔

هَذَا مَا عِنْدِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی



جلد: 3، كتاب الصوم: صفحه: 353

محدث فتوى